www.KitaboSunnat.com

تحریر: شیخ صالح الفوزان
ترجمہ: شیخ عبداللہ ناصر رحمانی[1]

دوستی اور دشمنی کا اسلامی معیار

الوَلاء والبَراء یعنی دوستی اور دشمنی، محبت اور نفرت کے شرعی تقاضے کیا ہیں اور اس کی کیا حدود ہیں؟ اسلامی عقیدہ کا یہ مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، اسے صحیح طور پر سمجھنا اور پھر اعتقاداً و عملاً اس کا صحیح حق ادا کردینا ایمان کی تکمیل کرتا ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے:

«من أحب لله وأبغض لله وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان»

دوستی، دشمنی، محبت اور نفرت یہ سب عبادات ہیں اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی سے دوستی یا محبت کا رشتہ قائم کرنا ہے تو اللہ کے لیے، اور دشمنی اور نفرت کا مظاہرہ کرنا ہے تو وہ بھی اللہ کے لیے، بس یہی اس مسئلہ کی مرکزیت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أوثق عرى الإيمان: الموالاة في الله والمعاداة في الله والحب في الله والبغض في الله»[2]

"ایمان کا سب سے مضبوط کنڈہ اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی ہے اور اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت کرنا ہے۔"

یاد رکھئے، عقیدہ 'الولاء والبراء' ایمان کا سب سے مضبوط کنڈہ ہے، بلکہ صحت و قبولِ ایمان کی بنیادی شرط ہے، اس عقیدہ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں خلل یا اضطراب نواقضِ ایمان میں شمار ہوتا ہے۔ ولاء اور براء اگرچہ دونوں قلبی اعمال ہیں، لیکن ان دونوں کا مظہر بندے کے ظاہری اعمال و تصرفات ہیں، کچھ ظاہری علامات ہیں جن سے ولاء یعنی مؤمنین سے اُلفت و محبت اور براء یعنی کفار و مشرکین سے نفرت و عداوت کا اظہار ہوتا ہے، ان صورتوں اور علامات کا تفصیلی بیان اس تحریر میں موجود ہے۔

1 امیر جمعیت اہل حدیث، سندھ ... مدیر مکتبہ عبداللہ بن سلام، کراچی
2 رواہ الطبرانی وصححہ الالبانی، الجامع الصغیر: ۲۵۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولاء و براء سے مراد

شیخ عبداللطیف بن حسن آلِ شیخ فرماتے ہیں:

فالولاء للمؤمنين يكون بمحبتهم لإيمانهم ونصرتهم والنصح لهم والدعاء لهم والسلام عليهم وزيارة مريضهم وتشييع ميتهم وأعانتهم والرحمة بهم وغير ذلك. والبراء من الكفار تكون ببغضهم دينا،ومفارقتهم وعدم الركون إليهم أو الإعجاب بهم والحذر من التشبه بهم وتحقيق مخالفتهم شرعًا وجهادهم بالمال واللسان والسنان ونحو ذلك من مقتضيات العداوة في الله.

''مؤمنین سے ولاء کی علامات یہ ہیں کہ ان سے ان کے مؤمن ہونے کی وجہ سے محبت کی جائے، ان کی نصرت کی جائے، ان کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ روا رکھا جائے، اُن کے لیے دعائیں کی جائیں، ملاقات پر اُنھیں سلام کہا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، فوت ہونے پر جنازہ میں شرکت کی جائے، بوقتِ ضرورت اعانت کی جائے اور شفقت و محبت کا برتاؤ کیا جائے۔ وغیرہ

جبکہ کفار سے براءت کی علامات یہ ہیں کہ ان کے ناپاک و نجس دین کی وجہ سے ان سے بغض رکھا جائے، ان سے علیحدگی اختیار کی جائے، ان کی طرف کسی قسم کا قلبی جھکاؤ اور میلان نہ ہو، نہ ہی ان کے کسی کارنامے پر خوش ہوا جائے، ان سے کسی بھی قسم کا تشبہ اختیار کرنے سے یکسر گریز کیا جائے بلکہ شریعت نے جن چیزوں میں ان کی مخالفت اختیار کرنے کی تلقین کی ہے، ان میں پوری شد و مد کے ساتھ ان کی مخالفت کی جائے۔ (حسبِ موقع) ان سے مال، زبان اور تلوار کے ساتھ جہاد کیا جائے، اسی طرح دیگر بہت سے ایسے اُمور ہیں جو ان کے ساتھ اظہارِ عداوت کے مقتضی ہیں۔''

برادرانِ اسلام! ولاء یا براء کے مظہر ان علامات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کردار کا جائزہ لیجیے، یہ بڑا ضروری اور متعین امر ہے، کیونکہ ولاء و براء کا عقیدہ ایمان کا سب مضبوط کنڈہ ہے اور ہر بندے کے لیے ایک کڑا امتحان ہے۔ بالخصوص وہ لوگ اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کریں جو بلادِ کفر کو بلادِ اسلام پر بڑے فخریہ انداز سے ترجیح دیتے ہیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ خصائل ایمان کے مقابلہ میں خصائل کفر (جو درحقیقت رزائل ہیں) کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں، یا کفار کے ایجنٹ اور آلہ کار بن کر بلادِ اسلام میں فساد برپا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور مسلمانوں کی بربادی اور ہلاکت کی منصوبہ کرنے کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنی سائنسی مہارات و ایجادات سے کفار کو فائدہ پہنچارہے ہیں بلکہ وسائل حرب وضرب ایجاد کرکے اُنہیں کفار کے سپرد کردیتے ہیں تاکہ وہ اُنہیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں۔ مسلمانوں کی ہلاکت کے سلسلہ میں کفار کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہیں بلکہ ان پر حملہ کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض مسلمان بلادِ کفار کی نیشنلٹی حاصل کرکے اپنی پوری زندگی وہاں گزار دیتے ہیں اور یہ پوری زندگی ان کے تمام قوانین کی پیروی کرتے ہوئے بسر کردیتے ہیں، حتیٰ کہ ہم نے بعض مسلمانوں کو اپنے تجارتی مراکز میں صلیب تک فروخت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون.... اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجئے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِيَآءَ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾[1]

''مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں۔ اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے بعد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت اور اس کے دشمنوں کے ساتھ عداوت و نفرت قائم کی جائے۔ چنانچہ عقیدہ اسلامیہ جن قواعد پر قائم ہے، ان میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ یہ ہے کہ اس پاکیزہ عقیدے کو قبول کرنے والا ہر مسلمان اس عقیدے کے ماننے والوں سے دوستی اور نہ ماننے والوں سے عداوت قائم و بحال رکھے اور یہ شرعی فریضہ ہے کہ ہر صاحبِ توحید سے محبت کرے اور اس کے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار رکھے، اسی طرح ہر شرک کرنے والے سے بغض رکھے اور اس کے ساتھ عداوت کی راہ پر قائم رہے۔

① سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کا یہی اُسوہ حسنہ ہمارے لیے بطورِ خاص قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے اور ہمیں ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

1 المائدۃ:۵۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾[1]

"تحقیق تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقا میں ایک اچھا نمونہ ہے، جب اُنہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو، ان سب سے بے تعلق اور ناراض ہیں۔ ہم تمہاری اس روش کا انکار کرتے ہیں اور جب تک تم ایک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان نہیں لے آتے، ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض قائم رہے گا۔"

② محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی بھی یہی تعلیم ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾[2]

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں اُنہیں دوست بنائے گا وہ بلاشبہ اُنہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

③ یہ آیتِ مبارکہ بطورِ خاص اہل کتاب سے دوستی و تعلق قائم کرنے کی حرمت و ممانعت پر دلیل ہے۔ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ہر قسم کے کافروں سے دوستی قائم کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ مثلاً:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾[3]

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔"

④ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسے کفار کی دوستی بھی مسلمانوں پر حرام قرار دے دی ہے، جو خونی رشتے اور نسب کے اعتبار سے انتہائی قریب ہوں۔ فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۗ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

---

۱ الممتحنہ:۴

۲ المائدۃ:۵۱

۳ الممتحنہ:۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہیں، تو ان سے دوستی مت رکھو اور تم میں سے جو بھی ایسوں سے دوستی رکھیں گے وہ یقیناً ظالم ہیں۔"[1]

⑤ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾[2]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، اُنہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہو، خواہ وہ ان کے (ماں) باپ، اولاد، (بہن) بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔"

آج اس عظیم شرعی قاعدہ سے بہت سے لوگ غافل اور نا آشنا ہیں۔ حتیٰ کہ میں نے تو ایک عرب ریڈیو سے ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو عالم اور داعی سمجھتا ہے، یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں جبکہ یہ بات انتہائی خطرناک ہے۔

برادرانِ اسلام! جس طرح اللہ تعالیٰ نے کفار اور عقیدہ اسلامیہ کے دشمنوں کی دوستی کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح ان کے مقابل مسلمانوں (مؤمنوں) سے دوستی قائم کرنے اور محبت رکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾[3]

"تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور مؤمن لوگ ہی ہیں، جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرنے والے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے دوستی کرے گا (تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہے) اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہنے والی ہے۔"

⑦ دوسرے مقام پر فرمایا:

---

1 التوبۃ:۸
2 المجادلۃ:۲۲
3 المائدۃ:۵۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾[1]

"(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔"

⑧ نیز فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[2]

"بے شک مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

ثابت ہوا کہ دین اور عقیدے کا تعلق اس قدر مضبوط اور مستحکم ہے کہ اس نے تمام اہل ایمان کو اخوت اور بھائی چارے کے انتہائی پاکیزہ رشتے سے منسلک کردیا ہے، خواہ ان کے حسب ونسب، قوم ووطن، ذات وبرادری اور زمان ومکان میں کتنی ہی دوری اور تفاوت ہو۔

⑨ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[3]

"اور ان کے لیے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے ربّ! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔"

لہٰذا تمام مومن اوّل تا آخر زمان ومکان کی دوریوں سے بالکل بے نیاز اور بالاتر آپس میں رشتہ اخوت سے منسلک ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرتے، بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اقتدا کرتے اور ایک دوسرے کیلئے دعائیں مانگتے اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔

کفار سے محبت کی علامات

دوستی اور دشمنی کی ان حدود کی تذکرے کے بعد یاد رہنا چاہیے کہ اسلام میں دوستی اور دشمنی کی بڑی واضح علامات بیان کی گئی ہیں۔ ان علامات کو پیش نظر رکھ کر ہر شخص اپنے آپ کو تول سکتا ہیں کہ وہ کس قدر اسلام کے دوستی اور دشمنی کے معیار پر پورا اتر رہا ہے؟

اوّلاً: ان اُمور کو بیان کرتے ہیں جو کفار سے دوستی اور محبت کی دلیل ہیں، جو درج ذیل ہیں:

---

۱ الفتح:۲۹
۲ الحجرات:۱۰
۳ الحشر:۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① لباس وگفتار کی تقلید: ہم اپنے لباس وگفتار میں جس قوم کی نقل کریں گے تو گویا ان سے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، کیونکہ لباس وگفتار وغیرہ میں کسی قوم کی تشبیہ ان سے محبت ہی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا:

«من تشبه بقوم فهو منهم»[1]

”جو کسی قوم کی نقالی کرے گا، وہ اُنہی میں سے شمار ہوگا۔“

لہٰذا کفار کی وہ عادات، عبادات، اخلاق اور طور طریقے جو ان کا خاصہ بن چکے ہیں، میں ان کی تشبیہ اختیار کرنا حرام ہے۔ مثلاً داڑھی منڈوانا، لمبی مونچھیں رکھنا، بلاضرورت ان کی زبان بولنا، لباس میں نقل کرنا اور کھانے پینے میں ان کے طور طریقے اختیار کرنا وغیرہ۔

② ان کے علاقوں میں اِقامت اختیار کرنا: یعنی کفار کے علاقوں میں مستقل اقامت اختیار کرلینا اور مسلمانوں کے علاقوں میں سکونت پذیر ہونے سے گریز کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ حالانکہ محض اپنے دین کے تحفظ کے خاطر کفار کے علاقوں سے بچ نکلنا اور مسلمانوں کی سرزمین میں سکونت اختیار کرنا شریعت کا تقاضا ہے۔ بلکہ اس عظیم الشان مقصد کے حصول کے لیے ہجرت کرنا ہر مسلمان پر شرعی فریضہ ہے، کیونکہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونا کفار سے محبت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مسلمان کا، اگر وہ ہجرت پر قادر ہو، کفار کے درمیان رہنا حرام قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾[2]

”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کس حال میں تھے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں

١ سنن ابوداؤد: ۴۰۳۱
٢ النساء: ۹۷ تا ۹۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ راستہ جانتے ہیں، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا ہے اور بخشنے والا ہے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کمزور ہیں اور ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے، اُنہیں کچھ چھوٹ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی ناقابل گرفت ہیں جن کے سرزمین کفر میں رہنے میں کوئی دینی مصلحت ہو۔ مثلاً ان علاقوں میں دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشر واشاعت کا کام کر رہے ہیں بلکہ یہ تو عظیم جہاد ہے!

⑬ محض تفریح کی خاطر کفار کے علاقوں کا سفر اختیار کرنا: کفار کے علاقوں کا سفر کرنا ناجائز ہے اِلا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو۔ مثلاً علاج یا تجارت کی غرض سے یا ایسے مفید قسم کے مضامین کی تعلیم کی خاطر جن کا حصول اس سفر کے بغیر ممکن نہ ہو، تو ان حالات میں کفار کے علاقوں میں بقدرِ ضرورت سفر کر کے جانا جائز ہے اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو فوری طور پر اپنے علاقوں کی طرف لوٹنا واجب ہے۔

لیکن اس سفر کے جائز ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ سفر کرنے والے پر اپنے دین اسلام کا رنگ غالب ہو۔ شر اور فساد کے مقامات سے دور اور متنفر ہو، دشمن کے مکر و فریب سے چوکنا اور محتاط ہو۔ اسی طرح کفار کے علاقوں کی طرف دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کی خاطر سفر کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں واجب ہے۔

⑭ مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا اور ان کا دفاع کرنا: یہ بھی کفار سے محبت کی علامت ہے بلکہ یہ فعل قبیح تو انسان کو یکسر اسلام کی دولت سے ہی محروم کر دیتا ہے اور اسے مرتد بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ ہم اس مرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

کفار کی مدد چاہنا اور ان پر اعتماد کرنا اور انہیں مسلمانوں کے خفیہ رازوں سے متعلق عہدوں پر فائز کرنا اور انہیں اپنا ہمراز یا مشیر بنانا: یہ سب ان کی محبت کی علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ... ﴾[1]

''مومنو! کسی غیر مذہب کے آدمی کو اپنا رازداں نہ بناؤ، یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو، حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے، اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ (بدبختو!) اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں....''

ان آیاتِ کریمہ نے واضح کر دیا کہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے کس قدر کینہ اور بغض چھپا ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف مکر و خیانت کی کیا کیا تدبیریں اور پالیسیاں مرتب کرتے رہتے ہیں۔ ہر حیلہ اور وسیلہ بروئے کار لا کر مسلمانوں کو مبتلائے پریشانی رکھنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ مکر و فریب سے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد ان کی مضرت و تذلیل کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے

''میں نے عمرؓ فاروق کو بتایا کہ میرے پاس ایک عیسائی کاتب ہے تو امیر المؤمنین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کرے۔ عیسائی کاتب رکھنے کی کیا سوجھی کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں)۔ تم نے کوئی مسلمان کاتب کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا: امیر المؤمنین اس کا دین اس کے لیے ہے، مجھے تو اس کی کتابت چاہیے۔ فرمایا:

1 آل عمران: ۱۱۸ تا ۱۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل ورسوا کر دیا ہے میں اُنہیں عزت و کرامت نہیں دے سکتا اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے دور کر دیا، میں انہیں اپنے سے قریب نہیں کر سکتا۔"[1]

صحیح مسلم میں حدیثِ نبوی ہے کہ

رسول ﷺ غزوہ بدر کے لیے نکلے تو ایک مشرک آدمی بھی ساتھ ہولیا اور حرہ مقام پر ملاقات کرتے ہوئے اس نے آپ ﷺ سے جنگ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟" اس نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا: "تم واپس لوٹ جاؤ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیا کرتے۔"

ان دلائل سے پتہ چلا کہ مسلمانوں کے امور سے متعلق کفار کو کسی منصب پر فائز کرنا حرام ہے، کیونکہ وہ اس طرح مسلمانوں کے حالات اور خفیہ بھید بڑی آسانی سے حاصل کر لیں گے اور نتیجتاً ان کی ضرر رسانی کا سامان تیار کرنے کی سازشیں کرنے لگیں گے۔[2]

آج کل کفار کو مسلمانوں کی سرزمینوں، حتیٰ کہ حجاز مقدس میں مزدور، کاریگر، ڈرائیور یا خدمت گار کے طور پر لایا جاتا ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے علاقوں میں مخلوط زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ گھروں میں انہیں اتالیق و مربی کی حیثیت سے رکھا جا رہا ہے اور وہ مسلمانوں کے خاندانوں کے ساتھ مخلوط زندگی گزار رہے ہیں۔ آج کے دور میں یہ روش حرمت اور انجام کار کی تباہی کے اعتبار سے سابقہ روش سے کوئی مختلف نہیں ہے۔

⑤ کفار کے ہاں مروّجہ تاریخ کو اپنانا: یعنی جو تاریخ بلادِ کفر میں رائج ہے، اسے اختیار کر لینا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ پھر خاص طور پر ایسی تاریخ جو ان کی کسی مناسبت یا عید کی ترجمانی کر رہی ہو، مثلاً عیسوی کیلنڈر وغیرہ۔

عیسوی کیلنڈر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی یادگار کے طور پر ہے، یہ تاریخ عیسائیوں نے خود اختراع کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے اس تاریخ کا کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا اس تاریخ کا رواج و استعمال، ان کے اشعار اور عید کو زندہ کرنے میں ان کے ساتھ شرکت کے مترادف ہے۔

امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کے عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسلمانوں کے لیے تاریخ مقرر

1 بیہقی: ۱۰/ ۱۲۷
2 صحیح مسلم: ۱۸۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کفار کی مروّجہ تمام تاریخوں کو ٹھکرا کر رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی تاریخ مقرر کردی۔ اس سے ثابت ہوا کہ تاریخ کے تقرر اور اس قسم کے دیگر کفار کے خصائص میں ان کی مخالفت کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔

⑥ کفار کے تہواروں میں شرکت: کفار کے تہواروں میں شرکت کرنا یا ان کے تہواروں کے انعقاد میں ان کے ساتھ تعاون کرنا یا ان کے تہواروں کی مناسبت سے اُنہیں مبارک بادی پیغامات بھیجنا، یہ سب ان سے دوستی اور محبت کے نشانات ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾[1] ''کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔''

جس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ رحمٰن کے نیک بندے کفار کے تہواروں اور ان کی عیدوں میں حاضر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس فرمانِ الٰہی میں الزور (یعنی جھوٹ) پر مبنی ایسی محفلوں میں شریک ہونا بھی شامل ہے جو بدعت پر قائم ہیں، اس قسم کی محفلیں کذب کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے دین کے مخالف اور معاند ہیں اور قطعی طور پر دین کے مفاد میں نہیں۔

⑦ کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتشہیر: یعنی کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتوصیف اور ان کے عقائد باطلہ اور سرکشی وطغیانی سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کے ظاہری اخلاق اور دنیوی تجربات سے خوش ہونا، یہ سب ان کی محبت اور علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾[2]

''اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے، تاکہ ان کی آزمائش کریں، ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔''

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان اپنی قوت اور استحکام کے اسباب ہی چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ ان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف صنعتوں کی تعلیم حاصل کریں،

---

١ الفرقان:٧٢

٢ طٰہٰ:١٣١

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتصادیات کو مستحکم کرنے والی جائز راہیں اپنائیں اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے ہم آہنگ عسکری اور حربی اسالیب کی تعلیم حاصل کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾[1]

"جس قدر طاقت ہو (تیر اندازی وغیرہ سیکھ کر) کفار کے مقابلے میں تیار رہو۔"

کائنات کے یہ تمام وسائل اور ان کے منافع در حقیقت مسلمانوں ہی کے لیے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾[2]

"پوچھو کہ جو زینت و آرائش اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں، ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خالص انہی کا حصہ ہوں گی۔"

اور فرمایا: ﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ﴾[3]

"اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے ہی واسطے مسخر کیا ہے۔"

نیز فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ﴾[4]

"اور اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے۔"

تو پھر یہ ضروری ٹھہرا کہ مسلمان ان منفعتوں اور قوتوں کے حصول میں سب سے آگے ہوں اور کفار کو یہ چیزیں حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کریں۔ یہ تمام کارخانے، فیکٹریاں مسلمانوں ہی کا حقِ اوّلین ہے، جس کے لئے اُنہیں محنت کرنا ہوگی۔

⑧ کفار کے مشابہ نام رکھنا: بعض مسلمان اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ایسے نام رکھتے ہیں جو مسلمانوں نے نہیں رکھے ہوتے۔ اسی طرح اپنے آباؤ واجداد کے نام، یا ایسے نام جو ان کے

---

۱ الانفال:٦٠

۲ الاعراف:٣٢

۳ الجاثیہ:١٣

۴ البقرۃ:٢٩

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں معروف ہوتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول ﷺ نے فرمایا:

«خیر الاسماء عبداللہ و عبدالرحمٰن»[1]

"بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔"

ناموں کی اس تبدیلی کے مرض کے عام ہونے کی وجہ سے باقاعدہ پوری ایسی مسلمان نسلیں وجود میں آگئیں، جو مغربی ناموں کی حامل ہیں۔ نتیجتاً سابقہ نسلوں سے رشتہ وناطہ توڑ بیٹھیں اور ایسے خاندانوں سے تعارف کا سلسلہ بھی مفقود ہو گیا، جنھوں نے اپنے مخصوص اسلامی ناموں کو اپنائے رکھا۔

⑨ کفار کے حق میں دعا کرنا: کفار کے حق میں مغفرت ورحمت کی دعا کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾[2]

"نبی (ﷺ) اور وہ لوگ جو ایمان لائے، کو لائق نہیں، کہ جن پر ظاہر ہو گیا ہو کہ مشرکین اہل دوزخ ہیں تو ان کے لیے بخشش مانگیں۔ خود وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔"

اس دعا کی حرمت کی وجہ بالکل ظاہر ہے، اور وہ یہ کہ دعا کرنا ان سے محبت کی نشانی ہے۔ نیز یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرکین بھی صحیح عقیدے پر قائم ہیں۔ حالانکہ شرک اور مشرک نجس اور پلید ہیں۔

مؤمنوں سے محبت کی علامات

بہت سے اُمور ہیں جو مسلمانوں سے محبت کی علامتیں ہیں، ان میں بعض درج ذیل ہیں:

① سرزمین کفر کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں کی طرف منتقل ہونا: ہجرت کا معنی ہے کہ اپنے دین کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر کفار کی سرزمین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں میں منتقل ہو جانا۔ ایسی ہجرت جس میں یہ عظیم الشان مقصد کارفرما ہو، تا قیامت باقی ہے اور واجب بھی۔

1 السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۰۴۰

2 التوبۃ: ۱۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے ہر اس شخص سے براءت اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو مشرکین کے درمیان مقیم ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان پر کفار کی سرزمین میں رہنا حرام ہے، اِلا یہ کہ وہ ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو یا پھر اس کے سرزمین کفر میں رہنے کی کوئی دینی مصلحت ہو۔ مثلاً دعوت الی اللہ یا تبلیغ دین وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾[1]

”جو لوگ اپنے جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کس حال میں تھے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا، کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی راستے جانتے ہیں، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“

(۲) مسلمانوں کے ساتھ حسن تعاون: مسلمانوں کی مدد اور ان کی دینی و دنیاوی ضروریات میں جان و مال اور زبان کے ساتھ معاونت بھی ان سے محبت کی ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾[2]

”اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں...“

اور فرمایا: ﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ﴾[3]

”اور اگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے، اِلا یہ کہ وہ ایسی قوم کے خلاف مدد طلب کریں جس کا تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔“

۱ النساء:۹۷تا۹۹
۲ التوبۃ:۷۱
۳ الانفال:۷۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مسلمانوں کی تکلیف پر غمزدہ ہونا اور ان کی خوشی پر خوش ہونا: یہ بھی باہم محبت اور اُلفت کی ایک زبردست نشانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مثل المسلمین في توادهم وتعاطفهم وتراحمهم كمثل الجسد إذا اشتكىٰ منه عضو تداعىٰ له سائر الجسد بالحمى والسهر»

"باہمی اُلفت و محبت اور دوستی و شفقت کے لحاظ سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار زدہ اور بیدار رہ کر اس تکلیف کا اظہار کرتا ہے۔"[1]

ایک دوسرے حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک مومن دوسرے مؤمن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے، جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے یہ مثال سمجھائی۔"[2]

④ جذبہ خیر خواہی: مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی، ان کے لیے ہر قسم کی بھلائی چاہنا اور ہر قسم کی دھوکہ دہی اور مکر و فریب سے گریز کرنا بھی ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا یؤمن أحدكم حتى یحب لأخیه ما یحب لنفسه»[3]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

نیز فرمایا: «المسلم أخو المسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره، بحسب امرئ من الشر أن یحقر أخاه المسلم. كل المسلم علىٰ المسلم حرام دمه وماله وعرضه»[4]

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے اور نہ ذلیل کرتا ہے۔ کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ

۱ مسند احمد: ۴/ ۲۷۴
۲ صحیح بخاری: ۲۴۴۶
۳ صحیح بخاری: ۱۳
۴ صحیح مسلم: ۲۵۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا: «لا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا يبع بعضكم على بيع بعض وكونوا عباد الله إخوانا»[1]

"ایک دوسرے کے سودے کو بگاڑنے کی کوشش نہ کرو، آپس میں بغض نہ کرو باہمی دشمنی نہ کرو، اور ایک دوسرے کے سودے پر اپنا سودا قائم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔"

⑤ عزت و احترام کی فضا: مسلم معاشرہ میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا احترام اور عزت و توقیر بجالانا، نیز تذلیل و توہین اور عیب جوئی سے گریز کرنا باہمی محبت کی واضح دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴾[2]

"مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مؤمن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے، (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرر کھو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

⑥ ہر حال میں وفاداری: مسلمانوں سے محبت اور دوستی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر حال میں

١ مسند احمد: ٢/٢٧٧
٢ الحجرات: ١٢،١١

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ساتھ رہے خواہ تنگی ہو یا آسانی، سختی ہو یا نرمی، صرف آسانی اور نرمی کی حالت میں ساتھ دینا اور سختی اور تکلیف کی حالت میں ساتھ چھوڑ دینا تو منافقین کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴾[1]

"جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں، اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہو تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھوں) سے بچایا نہیں۔ تو اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مؤمنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔"

۷ **زیارتوں اور ملاقاتوں کا تسلسل:** مسلمانوں کا ایک دوسرے کی زیارت کرتے رہنا، ملاقات کی چاہت رکھنا، اور مل جل کر بیٹھنے کا شوق رکھنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

«وجبت محبتي للمتزاورين في... وفي حديث آخر... أن رجلا زار أخا له في الله فأرصد الله علىٰ مدرجته ملكا، فسأله أين تريد؟ قال أزور أخا لي في الله. قال: هل لك عليه من نعمة تربها عليه؟ قال: لا غير أني أحببته في الله. قال: فإني رسول الله إليك بأن الله قد أحبك كما أحببته فيه»[2]

"محض میری رضا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" ایک آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے نکلا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا جو اس کا انتظار کر رہا تھا (جب وہ شخص وہاں پہنچا) تو اس فرشتے نے سوال کیا، کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے

---

۱ النساء:۱۴۱

۲ صحیح الترغیب للالبانی:۳۰۱۸، السلسلۃ الصحیحۃ:۱۰۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی کو ملنے جارہا ہوں۔ فرشتے نے کہا: کیا تمہارا کوئی اس پر احسان ہے، جس کا بدلہ وصول کرنے جارہے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں صرف اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں، تو اس فرشتے نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نمائندہ ہوں اور یہ بتانے آیا ہوں کہ جس طرح تم نے اپنے اس بھائی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔"

⑧ باہمی حقوق کا احترام: حقوق کا احترام بھی محبت میں اضافہ کا موجب ہے، چنانچہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید پر اپنی خرید نہیں لگاتا اور نہ ہی اس کی بولی پر بولی لگاتا ہے۔ نہ اس کی منگنی پر اپنی منگنی کا پیغام بھیجتا ہے۔ الغرض جس مباح کام پر جو سبقت لے جائے، دوسرا اس کے آڑے نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خبردار کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ نہ اس کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھجوائے۔"[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ نہ اس کی لگائی ہوئی قیمت پر اپنی قیمت لگائے۔[2]

⑨ کمزور کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ: یہ مشفقانہ حسن سلوک بھی باہمی محبت کی علامت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «ليس منا من لم يوقر كبيرنا و يرحم صغيرنا»[3]

"جو ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم»[4]

"تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت رزق بھی دیا جاتا ہے اور مدد بھی کی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾[5]

---

1 صحیح بخاری: ۲۰۳۳
2 صحیح مسلم: ۱۴۰۸
3 سنن ترمذی: ۱۹۱۹
4 صحیح الجامع الصغیر: ۷۰۳۵
5 الکہف: ۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں، ان کے ساتھ صبر کرتے رہو، اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائشِ زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔"

⑩ دعائے خیر: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے دعا کرنا اور استغفار چاہنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾[1]

"اپنے گناہوں اور تمام مؤمن مرد اور عورتوں کے لیے مغفرت طلب کر۔"

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر مؤمنین کی اسی دعا کا ذکر فرمایا ہے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾[2]

"اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان تمام بھائیوں کو بھی بخش دے جو بحالتِ ایمان ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔"

نوٹ: قرآنِ حکیم کی ایک آیت سے کچھ لوگوں کو ایک غلط فہمی ہو سکتی ہے، جس کا ازالہ ضروری ہے، وہ آیت یہ ہے: ﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾[3]

"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے غلط فہمی کی بنا پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں بعض کفار سے دوستی اور محبت قائم کرنے کا حکم ملتا ہے۔

حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کفار میں سے جو شخص مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے باز آجائے، نہ تو ان سے جنگ کریں اور نہ ہی انہیں ان کے گھروں سے نکالیں تو مسلمان اس کے مقابلے میں عدل و احسان کے ساتھ دنیوی معاملات میں مکافاتِ عمل اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کریں، نہ کہ ان سے دلی محبت اور دوستی کا رشتہ استوار کریں۔

---

۱ محمد:۱۹
۲ الحشر:۱۰
۳ الممتحنۃ:۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو گویا یہاں حکم نیکی اور احسان کا ہے، نہ کہ دوستی اور محبت کا، اس کی ایک اور مثال:

﴿ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾[1]

"اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے کہ جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں، تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں! دنیا کے (کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے، اس کے رستے پر چلنا۔"

اسماءؓ کی والدہ جو کافرہ تھیں، ان کے پاس آئیں اور ان سے ماں ہونے کے ناطے صلہ رحمی کی متقاضی ہوئیں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تب آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ ﴾[2]

"ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی بھی رکھتے ہوں، خواہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی مکافات اور صلہ رحمی اور شے ہے اور قلبی محبت اور دوستی بالکل دوسری شے ہے۔ بلکہ اس صلہ رحمی اور حسن معاملہ میں کفار کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا پہلو رکھا گیا ہے اور یہ چیز دعوتِ دین کے اسالیب میں سے ہے، جب کہ محبت اور دوستی کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ محبت اور دوستی تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ کافر اپنے کفر پر صحیح ہے اور ہم اس سے راضی ہیں کیونکہ ایسا شخص اس کافر کو اسلام کی دعوت نہیں دے پاتا۔

یہاں یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ کفار سے دوستی اور محبت کے حرام ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان کے ساتھ دنیوی معاملات کرنا بھی حرام ہیں، نہیں۔ دنیاوی معاملات کئے

1 لقمان:۱۵
2 المجادلہ:۲۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتے ہیں، مثلاً جائز قسم کی تجارت کرنا، ان سے سامان اور مفید قسم کی مصنوعات منگوانا اور ان کی ایجادات سے فائدہ اُٹھانا وغیرہ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بار راستے کی رہنمائی کے لیے ابن اریقط لیثی نامی کافر کو اُجرت پر لیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ بعض یہودیوں سے قرضہ لینا بھی ثابت ہے۔

مسلمان ہمیشہ سے کفار سے مختلف مصنوعات اور سامان منگواتے رہے ہیں، یہ ایک چیز کا قیمت کے بدلے خریدنا ہے، اس میں ان کا ہم پر کوئی احسان نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے محبت اور دوستی اور کافروں سے بغض وعداوت کو واجب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾[1]

”جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر کے گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔“

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴾[2]

”اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں، تو مؤمنو! اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔“

اس آیتِ کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

”اگر تم مشرکین سے دور ہو کر نہیں رہو گے اور مؤمنین سے محبت نہیں کرو گے، تو لوگوں کے درمیان فتنہ واقع ہو جائے گا اور وہ اس طرح کہ مسلمانوں کا کافروں کے ساتھ اختلاط اور میل جول لازم آئے گا جس سے لوگوں کے درمیان بہت لمبا چوڑا فساد برپا ہو جائے گا۔“

میں کہتا ہوں کہ ہمارے اس دور میں یہ سب کچھ ظاہر ہو چکا ہے۔ واللہ المستعان!

---

۱ الانفال:۷۲

۲ الانفال:۷۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت یا نفرت کا حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام

دوستی یا دشمنی کے حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں:

① وہ لوگ جو خالص محبت اور دوستی کیے جانے کے مستحق ہیں، ایسی محبت اور دوستی کہ جس میں عداوت یا نفرت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

② وہ لوگ جو بغض، عداوت اور نفرت کیے جانے کے مستحق ہیں، ایسی عداوت و نفرت کہ جس میں دوستی یا محبت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

③ وہ لوگ جو بعض وجوہات کے اعتبار سے محبت کیے جانے اور بعض وجوہات کے اعتبار سے نفرت وعداوت کئے جانے کے مستحق ہیں۔

خالص محبت کیے جانے کے مستحق افراد

وہ لوگ جن سے خالص محبت کرنا واجب ہے، ایسی محبت جس میں عداوت یا نفرت کا شائبہ تک نہ ہو، وہ خالص مؤمنین کی جماعت ہے، جس میں سر فہرست انبیاء کرام کی جماعت ہے، پھر صدیقین پھر شہداء اور صالحین ہیں۔

پھر انبیاء کرام میں سب سے مقدم و سر فہرست محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، آپ ﷺ سے ایسی محبت کرنا واجب ہے، جو اپنے نفس، اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت پر حاوی اور غالب اور سب سے بڑھ کر ہو۔

پھر آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین اور دیگر اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت ہے۔ صحابہ کرام میں بطورِ خاص خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ مہاجرین اور انصار، بدری صحابہ، بیعت رضوان میں شریک صحابہ اور پھر بقیہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو خالص محبت کے مستحق ہیں۔ پھر تابعین کرام پھر ائمہ اربعہ وغیرہ کی محبت قابل ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[1]

"اور ان کے لیے بھی جو ان مہاجرین کے بعد آئے (اور) دُعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، گناہ معاف

1 الحشر:۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما اور مؤمنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔
اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔"

جس کے دل میں ایمان ہو گا، وہ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا سلف صالحین سے بغض یا عداوت نہیں رکھے گا۔ اس مقدس جماعت سے بغض قائم کرنا کج رو، منافقین اور اسلام دشمن افراد کا شیوہ ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

صرف بغض وعداوت رکھے جانے کے اہل افراد

یہ کفار، مشرکین، منافقین، مرتدین اور ملحدین کی جماعت ہے، جن کی اقسام مختلف ہیں لیکن سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ تمام لوگ عقیدہ خالصہ یعنی توحید کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ﴾[1]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والے نہیں پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے ماں باپ، بہن بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾[2]

"تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے بُرا ہے (وہ یہ) کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور پیغمبر ﷺ پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی، اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے، لیکن ان میں سے اکثر بدکردار ہیں۔"

١ المجادلہ:٢٢
٢ المائدۃ:٨٠،٨١

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ افراد جو محبت اور عداوت دونوں کے مستحق ہیں

اس سے مراد وہ مؤمن ہیں کہ جن میں بوجوہ کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے۔ یہ لوگ اپنے حسن عقیدہ اور دولتِ ایمان کی وجہ سے محبت کیے جانے کے قابل ہیں، لیکن بعض نافرمانیوں کے مرتکب ہونے کی بنا پر ناراضگی کے مستحق ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حد کو نہ پہنچتی ہو۔ کیونکہ اگر ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حدود تک پہنچ گئی تو پھر یہ لوگ بھی دعویٰ ایمانی کے باوجود مکمل نفرت اور بغض کے مستحق ہیں۔

ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے اور جن نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا انکار کیا جائے۔ ان لوگوں کی نافرمانیوں پر خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم جذبہ خیر خواہی کا بھرپور برتاؤ ضروری ہے جو حکمت اور موعظہ حسنہ کے تقاضے پورے کرتا ہو۔ اور اگر ان کی معصیت ایسی ہو جو شرعی حد کو واجب کرتی ہے تو پھر اس حد یا تعزیر کے نفاذ میں بھی تا آنکہ اپنی معصیت سے باز آکر توبہ نہ کرلیں، خیر خواہی ہے۔ ایسے لوگوں سے مکمل بغض، ناراضگی اور نفرت روا نہیں ہے، جیسا کہ خوارج کا شیوہ ہے۔ بلکہ ان کی بابت اعتدال کا دامن تھامے رہنا چاہیے، چنانچہ حسن عقیدہ کی بنا پر دوستی اور محبت کا برتاؤ کیا جائے اور معصیتوں کے ارتکاب کی بنا پر ناراضگی و نفرت کا اظہار کیا جائے اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔

شریعت اسلامیہ کی ہدایت یہ ہے کہ کسی سے محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور عداوت ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر، یہ عقیدہ ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے، بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ "قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔"

«المرء مع من أحب»[1]

لیکن آج کل حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں، عمومی طور پر لوگوں کی دوستیاں اور دشمنیاں دنیا کی بنیاد پر قائم ہو چکی ہیں۔ جس سے کوئی دنیوی لالچ یا طمع یا مفاد ہو، اس سے دوستی اور محبت کے رشتے قائم کر لیے جاتے ہیں، خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «إن الله تعالىٰ

1 صحیح بخاری: ۵۸۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال:من عادی لي وليا فقد آذنته بالحرب»[1]
ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جس نے میرے کسی دوست سے عداوت قائم کی، میر اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔“

اس جنگ کا سب سے زیادہ خطرہ مول لینے والا وہ شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض وعداوت رکھے، ان کی شان میں گستاخانہ رویہ اپنائے اور ان کی تنقیص شان کی سعی لاحاصل میں مصروف رہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، انہیں اپنی تنقید کا نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے انہیں کوئی تکلیف پہنچائی، اس نے مجھ دُکھ دیا اور جس نے مجھے دکھی کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے عنقریب صفحۂ ہستی سے مٹاڈالے گا۔“[2]

افسوس کہ بعض گمراہ فرقوں کا مذہب اور عقیدہ ہی صحابہ ؓ کی عداوت پر قائم ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس کے غضب اور دردناک عذاب سے پناہ چاہتے ہیں اور عفو وعافیت کے سائل و خواستگار ہیں۔

ادارہ محدث پر آزمائش کا مہینہ

ستمبر ۲۰۱۱ء کا مہینہ ادارہ محدث کے لئے بڑی آزمائشوں اور پریشانیوں کا باعث ثابت ہوا۔ پہلے پہل مدیر 'محدث' کو ڈینگی بخار کا حملہ ہوا۔ اسی دوران محدث کے دیرینہ معاون، نامور مصنف ودانشور محمد عطاء اللہ صدیقی (سیکرٹری معدنیات، حکومتِ پنجاب) ڈینگی بخار کا شکار ہوگئے اور ۱۲ر ستمبر کی صبح اسی مرض میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! محدث سے انتہائی گہرے تعلق، شدید محبت اور ۱۵ سال پر محیط رفاقت کے باعث یہ وفات پورے ادارے کے لئے ایک الم ناک سانحہ ثابت ہوئی۔ ازاں بعد مدیر محدث کے اہل خانہ ڈینگی بخار کا شکار ہوگئے، گویا یہ پورا ماہ ہی بخار کی آزمائش کی نذر ہوگیا۔ بخار کی شدت اور تکلیف اپنی جگہ لیکن ایک انتہائی قیمتی شخصیت کی رحلت نے اس بیماری کی الم ناکی کو دوچند کردیا۔ دوسروں کی بیماری تو آخر کار اللہ کی رحمت سے ختم ہوگئی لیکن صدیقی صاحب کی رحلت کا دکھ کسی طور کم نہیں ہوتا۔ ان کی ایمان پرور تحریریں پڑھ کر شمع ایمانی کو حرارت دینے اور ان سے علم وفکر کا طویل فیض پانے والے قارئین محدث سے ان کے لئے مخلصانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ جل جلالہ کی رحمت اُن کو ڈھانپ لے !! (ادارہ)

۱ ایضاً: ۶۱۳۷
۲ السنۃ از عمرو بن شیبانی: ۹۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ